مومن اپنی خدمات پر تکبر نہیں کرتے

(فرمودہ ۲۴- اپریل ۱۹۱۴ء بمقام قادیان)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ- وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ- فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ- فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ- قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ- وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ [1]-

پھر فرمایا کہ:-

پچھلی آیات میں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے کہ خلفاء ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں اور جب کبھی وہ آئے ہیں ان کا مقابلہ کیا گیا- اور بڑے بڑے لوگوں نے ان کے ماننے سے پہلے انکار کیا ہے لیکن ان میں جو سعید لوگ ہوتے ہیں وہ مان لیتے ہیں- اب اس نیکو کار گروہ کے علاوہ جو ناواقفی کی وجہ سے خلفاء کا مقابلہ کرتا ہے اس گروہ کا ذکر فرماتا ہے جو شرارت سے مقابلہ کرتے ہیں- آدم کا مقابلہ فرشتوں نے کیا- اور اللہ تعالیٰ کو کہا

کہ ہم اس سے بہتر ہیں- ہم تیرے فرمانبردار ہیں اور تیری تعریف اور تقدیس کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ایسے انسان کو جو کہ دنیا میں لڑائی اور فساد کرے گا فتنے پھیلائے گا ہم سے سجدہ کروایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرو- لیکن جب اللہ نے ان کو فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میری اس میں کیا مصلحت ہے تو انہوں نے گردن جھکالی-

خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کے فرمانبردار ہوجاؤ- پس سجدہ میں جھک پڑے- اگرچہ پہلے انہوں نے اعتراض کیا تھا لیکن جواب ملنے پر فرمانبردار ہوگئے- ہر ایک چیز پر فرشتے مسلط ہیں- خدا نے ان کو حکم دیا کہ جس چیز سے انسان فائدہ اٹھانا چاہے یا اس کو استعمال کرنا چاہے' اس کو روکنا نہیں- یہی فرشتوں کی فرمانبرداری ہے جو کہ آدم کے لئے کروائی گئی-

ایک ملائکہ انسان ہوتے ہیں ان کو امام وقت کی فرمانبرداری کا حکم ہوتا ہے- گو ان کا دل مانے یا نہ مانے لیکن وہ فرمانبرداری کرتے ہیں- آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ فرشتے تھے لیکن سب کو حکم تھا کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت کرو- پہلے انہوں نے انکار کیا لیکن ملائکہ تھے آخر مان گئے اور سجدہ کیا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات چھوڑ اپنی وفات تک سر نہ اٹھایا اور ساری عمر میں کسی نے ان کے منہ سے رسول کریم ﷺ کے متعلق کوئی اعتراض نہ سنا- مگر آنحضرت کو بھی ان لوگوں نے جو ابلیس تھے نہ مانا- ایک آدم علیہ السلام کے زمانہ کا ابلیس ہوگا- بعضوں نے کہا کہ شیطان ملائکہ کا استاد تھا باقی سب فرشتے جنہوں نے سجدہ کیا وہ اس کے شاگرد تھے- اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سجدہ کیلئے جہاں فرشتوں کا ذکر ہے اس کے ساتھ ہی ابلیس کا ذکر ہے اس لئے یہ بھی فرشتہ ہی ہے- لیکن یہ غلط ہے بادشاہ فوج کے کمانڈر انچیف کو حکم دیتا ہے اور وہ اپنا حکم اعلیٰ اور قریبی افسروں کو پہنچاتا ہے اس کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام فوج سے اس حکم کی تعمیل کروائے- حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو پہلے قریبی فرشتوں کو حکم دیتا ہے- اور پھر وہ آگے پہنچادیتے ہیں- ملائکہ کو فرمانبرداری کا حکم اس لئے ہوا کہ وہ دنیا سے فرمانبرداری کرائیں لیکن ابلیس نے انکار کردیا- اور اس کی وجہ یہ تھی اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور کہا کہ مَیں نہیں مان سکتا- جو انسان یہ کہے کہ "مَیں نہیں مان سکتا-" وہ کبھی ہدایت نہیں پاسکتا- البتہ جو حق بات پر غور کرے اور درست و غلط میں تمیز

کرے وہ مان سکتا ہے اور ہدایت بھی پاسکتا ہے۔ ابلیس میں یہ نقص تھے۔

(۱) اول اباء کیا (۲) تکبر کیا کہ ہم مان نہیں سکتے۔ ہم بڑے آدمی ہیں ہم نے بڑی بڑی خدمتیں کی ہوئی ہیں۔ اوراس نے ابھی کچھ نہیں کیا۔ البتہ اس نے فتنہ ڈلوادیا ہے۔ آج صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ پڑھتے ہوئے خدا نے اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَ ھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ؎ - کے یہ معنی میرے دل میں ڈالے کہ مومن وہی ہوتا ہے جو کہ دین کی خدمت تو کرے لیکن اپنی خدمات پر اظہارِ تکبر نہ کرے۔ اِنَّمَا کے معنی ہیں سوائے اس کے نہیں۔ یعنی سوائے ان لوگوں کے کوئی مسلمان نہیں جن کو آیتیں سنائی جاتی ہیں تو فرمانبرداری کرتے ہیں اور خدا کو پاک ثابت کرتے ہیں۔ اور پھر یہ نہیں کہتے کہ ہم نے بڑی فرمانبرداری کی اور بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں۔

مومنوں کی یہ نشانیاں ہوتی ہیں (۱) خود فرمانبردار ہوتے ہیں (۲) لوگوں میں خدا کو پاک ثابت کرتے ہیں (۳) اپنی خدمات کا اظہار اوران پر تکبر اور تفاخر نہیں کرتے۔ شیطان نے انکار کیا کہ مَیں نے یہ یہ خدمتیں کی ہیں اور میں بڑا ہوں۔ آدم نے کیا کیا ہے جو اس کو خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ لیکن کیا اس کو معلوم نہ تھا کہ آدم خدمت کے لئے ہی تو بنایا گیا ہے اور اس کے خدمت کرنے کا وقت اب آیا ہے اگر اس نے اس سے پہلے خدمت کی ہوتی تو پہلے کیوں خلیفہ نہ بنتا۔ خلیفہ خدمت کرنے کے لئے ہی مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ انسان جو خلیفہ کا انکار کرتا ہے اس کے اندر پہلے ہی خرابی ہوتی ہے اور ضرور کوئی نہ کوئی گند اس میں ہوتا ہے' اسی لئے انکار کرتا ہے۔ ورنہ ممکن نہیں کہ وہ تو خدا کا سچا فرمانبردار اور پکا مومن ہو لیکن خدا اس کا انجام بُرا کردے۔ یہ اس کا اپنا ہی قصور ہوتا ہے دشمنی' بغض' جہالت اور ناپاکی اس کے اندر کسی نہ کسی گوشے میں ضرور ہوتی ہیں جو اس کو حق سے باز رکھتی ہے چاہے کوئی مانے یا نہ مانے اور کسی کو بُرا ہی لگے۔ لیکن مَیں توصاف کہوں گا کہ اس زمانہ میں جنہوں نے مخالفت کی ہے وہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول پر اعتراض کئے اور وہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو خط لکھے کہ تم روپیہ کھاجاتے ہوکیا وہ اپنے خطوط سے انکار کرسکتے ہیں۔ جنہوں نے لکھا تھاکہ ہمیں توقربانیاں کرنے کے لئے کہا جاتاہے لیکن خود زیور بنواتے ہیں۔ ہمیں بتایا جاتاہے کہ صحابہ بھوکے رہتے تھے اورخود اچھے اچھے کھانے کھاتے ہیں۔ اور عالیشان مکانوں میں رہتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آدم کو کہا کہ جاؤ جنت میں جہاں چاہو رہو- شیطان تمہارا کر ہی کیا سکتا ہے- تم اس کی طرف متوجہ مت ہو اور جنت میں جہاں چاہو کھاؤ- ہاں ایک بات یاد رکھنا کہ میرے جو شریعت کے احکام ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کرنا- شجرہ کے معنی لوگ گیہوں کا درخت یا لڑائی جھگڑا اوراختلاف کرتے ہیں- مَیں اس کے معنی سمجھنے میں بڑی توجہ اورغور کرتارہا ہوں اور خدا سے دعا کرتارہا ہوں کہ اے الٰہی! اس کے معنی مجھے قرآن سے ہی سمجھادے- پس خداوند تعالیٰ نے اس کے معنی قرآن ہی سے سمجھائے ہیں-

قرآن شریف میں دو شجروں کا ذکر آیا (۱) اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ [۳] (۲) مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ [۴] ایک نیک نام ہیں وہ نیک شجر ہیں اور بد باتیں بد شجر- قرآن شریف نے نیک اور بد باتوں کا نام شجر رکھا ہے- آدم علیہ السلام کو خدا نے فرمایا- کہ اگر ایسا کرو گے- یعنی خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے- پھرچونکہ شیطان آدم کا دشمن تھا اس لئے باہم ان میں لڑائی اور جنگ شروع ہو گئی اور جنگ میں غلطیاں بھی ہو جایا کرتی ہیں آدم سے غلطی ہوئی اور فتنہ پڑ گیا- یعنی جس آرام و آسائش سے وہ رہتے تھے اس میں نہ رہے جیسا اب ہوا ہے- پہلا امن کہاں ہے- فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ- ان کو کوئی غلطی لگ گئی- یہاں ابلیس کا لفظ خدا نے نہیں فرمایا- ابلیس اور شیطان کے ایک معنی نہیں ہیں ابلیس تو وہ ہے جس کے متعلق خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا میرے بندوں پر کوئی تسلط نہیں ہے- شیطان شَطَنَ سے نکلا ہے-

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ- رسول کریم ﷺ کے بعد خلافت کے منکرین خلیفہ کی بیعت کرنے والوں کے دشمن ہوگئے تھے- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مجھے قتل کردیا گیا تو مسلمان قیامت تک متفق نہ ہوسکیں گے [۵] - پھر ایسا ہی ہوا- محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے کبھی جمع نہیں ہوئے اور نہ ہوسکیں گے- ہمارے مسیح کو بھی الہام ہوا- وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ [۶] کیسی خطرناک سزا ملی- عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پہلے یہودی تھے اور پھر مسلمان ہوگئے انہوں نے بائبل میں نہ معلوم کس طرح یہ پیشگوئی نکالی تھی کہ ایک نبی آئے گا لوگ اگر اس کے خلیفہ کو ماردیں گے تو ہمیشہ ان میں دشمنی اور پھوٹ رہے گی-

وَ لَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ۔ پھر جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اب تو دشمنی ہوگئی ہے تو ڈر گئے کہ اب کیا کریں گے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ یہاں دنیا میں ہی گزارہ کرنا ہوگا ایک وقت تک۔ پھر آدم نے توبہ کی اور کہا کہ کوئی غلطی ہوگئی ہے جس سے فساد بڑھ گیا ہے اب کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استغفار کرو ہم معاف کردیں گے۔ آجکل بھی خلافت کے جھگڑے میں ہمارے بعض لوگوں سے لکھتے وقت بعض سخت کلمات نکل گئے ہیں حالانکہ فریقِ مخالف نے بہت سخت لکھے ہیں اور ابتداء بھی انہیں کی ہے پس جن دوستوں سے غلطی ہوئی یا جن کی وجہ سے فتنہ میں ترقی ہوئی ہو وہ توبہ کرلیں بس یہی علاج ہے۔

فَمَنۡ تَبِعَ هُدَایَ۔ خلافت ہمیشہ قائم رہے گی آدم سے لے کر آج تک خلافت میں وقفہ نہیں ہوا۔ کئی روحانی اور جسمانی خلافتیں ہوئی ہیں اگر روحانی نہ رہی تو جسمانی ہوگئی۔ اور جسمانی نہ رہی تو روحانی رہی ہے۔ پس جو کوئی اس ہدایت کی پیروی کرے گا اس کو کوئی فکر نہیں اور جو لوگ انکار کریں گے وہ آگ میں ڈالے جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ آدم تھے ان کا مقابلہ کیا گیا۔ اور بعض صحابہ سے غلطیاں ہوئیں لیکن پھر انہوں نے غلطیوں کی اصلاح کرلی۔ غلط کہتے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ماموروں اور ان کے خلیفوں کا انکار کرکے بھی ہم سکھ پاسکتے ہیں۔ ہر ایک ہم میں سے آدم ہے جن نہیں۔ خدا نے سب پر آدم کا لفظ بولا ہے اور ہر ایک سے اس کا الگ الگ معاملہ ہے۔ ایک باپ کا بیٹا خلیفہ ہوتا ہے پھر بڑی قوم کا سردار خلیفہ ہوتا ہے۔ پھر غیر مامور خلیفے اور پھر انبیاء کے خلیفے ہوتے ہیں ان کے الگ رُتبے ہوتے ہیں۔

اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ مبارک ہے وہ انسان جو اپنی غلطیاں اپنے اوپر لگائے نہ کہ خدا پر۔ خدا سے اپنا تعلق مضبوط کرو اور ملائکہ کی طرح فرمانبرداری اختیار کرو۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں صحابہ زیادہ تھے اور شریر لوگ تھوڑے لیکن جس قدر زمانہ گزرتا گیا وہ اتنے ہی زیادہ ہوگئے اور صحابہ کم۔ اور پھر تیرہویں صدی میں تو مسلمانوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جس سے کہا جاتا ہے کہ جنگلی درندوں نے بھی پناہ مانگی ہے۔ اب چودھویں صدی کا مبارک زمانہ ہے اس میں اپنے اندر اصلاح پیدا کرو اور خدا کے سچے فرمانبردار بن جاؤ۔

(الفضل ۲۹ - اپریل ۱۹۱۴ء)

۱؎ البقرۃ: ۳۵ تا ۴۰ ۲؎ السجدۃ: ۱۶ ۳؎ ابراھیم: ۲۵

۴ے ابراھیم:۲۷

۵ے تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۱۵ مطبع نو لکشور لکھنؤ ۱۳۲۳ھ میں یہ بات عبداللہ بن سلام کی طرف منسوب ہے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قبل ناصحانہ انداز میں کہا تھا کہ:۔

"وَاِنَّ سَیْفَ اللّٰہِ لَمْ یَزَلْ مَغْمُوْدًا وَاِنَّکُمْ وَاللّٰہِ اِنْ قَتَلْتُمُوْہُ لَیُسَلَّنَّہُ اللّٰہُ ثُمَّ لَا یَغْمِدُہٗ عَنْکُمْ اَبَدًا"

۶ے تذکرہ صفحہ ۶۱۔ ایڈیشن چہارم